بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقشِ آغاز

بے نظیر حکومت کا خاتمہ
تاریک دور اور بدترین انجام

فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۭ
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

بالآخر ۶ اگست ۱۹۹۰ء کو محترمہ بے نظیر کی غیر فطری، غیر شرعی حکومت اور پیپلز پارٹی کی مؤنث حکمرانی کے دوسرے تاریک ترین دور (جس نے پاکستان کی تاریخ میں بدعنوانی اور لوٹ کھسوٹ کے ریکارڈ توڑ دیئے) کا بھی خاتمہ ہو گیا اور قوم کو ایک بار پھر اندھیر نگری اور چوپٹ راج سے نجات مل گئی۔ والحمد للہ علیٰ ذٰلک

صدر پاکستان جناب غلام اسحٰق خان نے اس موقع پر قوم کے نام اپنے مفصل خطاب میں سابقہ حکومت کی کرتوتوں، وزیرِ اعظم کی نااہلیت اور اس کے سبب ملکی، قومی بلکہ بین الاقوامی سطح پر مملکت کی ذلت اور عالمی رسوائیوں کے جن عبرتناک مناظر کی طرف اشارات کیئے، اب اُن کے اعادہ کی نہ ضرورت ہے نہ گنجائش اور نہ فرصت! صدر کے بیان کردہ شرمناک الزامات سے لبریز اور ٹھوس شواہد و نظائر سے مزین سیاہ نامۂ اعمال، سنگین اخلاقی، مالی، سیاسی اور دستوری جرائم کے ارتکاب پر مبنی سرکاری دستاویز کسی عام سرمایہ دار، صنعت کار، وڈیرے یا سمگلر کی نہیں بلکہ ایک ایسی سیاسی پارٹی کی سربراہ کا کردار تھا جو ملک میں سماجی عدل و مساوات اور غربت و امتیازات کے خاتمے کی علمبردار تھی اور جس کی سیاست کا سارا دارومدار محروم اور استحصال زدہ طبقات کے حالات کو بہتر بنانے اور انہیں ان کے حقوق دلوانے کے بلند بانگ نعروں پر تھا۔

ہمارے نزدیک نبیٔ صادق و مصدوق امام الانبیاء والمرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشینگوئی کی ایک اور قطعی اور عملی شہادت مہیا ہو گئی کہ عورت ہرگز حکمرانی کی اہل نہیں اور جس قوم نے بھی اقتدار عورت کو سونپا وہ کبھی بھی فلاح نہیں پا سکتی۔

ایوانِ بالا سینیٹ سے شریعت بل کے منظور ہونے کے بعد اقتدار کے آخری ایام میں سابق وزیرِ اعظم سمیت کابینہ کے تمام ارکان، پیپلز پارٹی کی مرکزی قیادت اور وفاقی حکومت کی تمام تر مشینری ہاتھ دھو کر اور لنگوٹ کس کر شریعت بل کی مخالفت اور مزاحمت اور اس کو ہر حال میں ناکام بنانے کے لیے جس طرح میدان میں کود آئی، قرآنی نظام، خدائی احکام، قطعی نصوص اور اسلامی ہدایات کے خلاف جس طرح کا تضحیک و استہزا

مذاق و تمسخر اختیار کیا، علماء حق کے خلاف اوچھی اور بازاری زبان استعمال کی۔ خود سابق وزیر اعظم نے قرآنی
داور احکام کو نامناسب، ظالمانہ اور وحشیانہ نظام قرار دیا تو اس کے پیشِ نظر ہمارا یقین تھا کہ جمہوریت نے
ڈسے کرانے اور اپنا سر پھوڑنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

چنانچہ حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے وقت ضائع کیے بغیر قلیل ترین مدت میں ملک بھر کی سیاسی، مذہبی اور
تنظیموں سے رابطہ قائم کر کے آل پارٹیز شریعت کانفرنس کا انعقاد کیا اور قوم کو جبر و استبداد اور تشدد
عمال کے خاتمے اور نفاذِ شریعت کی تکمیل کے لیے "تحریکِ نفاذِ شریعت" کا پلیٹ فارم مہیا کر دیا جس
کام کرنے کا مؤثر اور انقلابی لائحہ عمل مرتب کیا۔ جس کا پہلا، آخری اور بنیادی ہدف شریعت بل کی منظوری
اسی میں عورت کی حکمرانی کا خاتمہ تھا، اس کے منظور ہونے سے اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کا دور شروع ہوتا، جبر و
داد کی دیواریں گرنے لگتیں اور عدل و انصاف پر مبنی معاشرہ کی تشکیل اور اسلامی خطوط پر اس کی تعمیر ہوتی۔ مختصر
ت میں ہمہ گیر تحریک چلی، حکومت کو ۱۰ اگست تک شریعت بل کے منظور کر دینے کا الٹی میٹم دے دیا گیا،
ملک ایک بار پھر شریعت بل کے نعروں سے گونج اٹھا۔ ملکی سیاست کا نقشہ تبدیل ہو گیا، ملک کی تمام سیاسی
ٹیاں دو قوتوں میں بٹ گئیں، ایک پیپلز پارٹی کی وفاقی حکومت جس نے ہر صورت میں شریعت بل کو ٹالنے
زدا اور ڈائنامیٹ کر دینے کا تہیہ کر رکھا تھا، دوسری حزبِ اختلاف جس نے متفقہ طور پر شریعت بل
قومی اسمبلی یا پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے منظور کرانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

الحمد للہ کہ موقف حق تھا، بات درست تھی اور ہدف صحیح تھا۔ اس تحریک میں وہ لوگ بھی شریک ہو
ے جنہیں کل تک شریعت بل کا نام لینا بھی گوارا نہ تھا۔ اور اب شریعت بل ایک ایسی کسوٹی بن گیا ہے کہ
ن کی مخالفت کر کے اپنی سیاسی وجاہت کو تاراج کرنے کی جرأت کسے ہو سکتی ہے؟

مگر عین اُس وقت جبکہ شریعت بل قومی اسمبلی میں پیش ہونے والا تھا ملکی سیاست اور تاریخ کے
ن نازک ترین اور حساس مرحلہ اور شریعت بل کی قطعی منظوری اور نفاذ کے واضح اور روشن امکانات کے
قع پر اسمبلیاں توڑ دی گئیں اور اس طرح آئینی اور پارلیمانی طریقے سے شریعت بل کے تحفظ و نفاذ کی
یب ترین منزل قوم سے پھر دور کر دی گئی۔

حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کو بے نظیر کی رخصتی سے دو روز قبل اس تمام کھیل اور اس کے پس منظر کا علم ہو گیا تھا
ر یہ بھی واضح ہو گیا تھا کہ ڈور کا سرا کس کے ہاتھ میں ہے اور وہ کہاں سے ہلایا جا رہا ہے اگر اس سب کچھ
ے باوجود انہوں نے ایک روز قبل صدر جناب غلام اسحٰق خان سے ملاقات کی اور اپنی ملاقات میں یہی درخواست

کی کہ نفاذِ شریعت بل کے اسمبلی میں پیش ہونے اور منظور کرانے کے قریب ترین ایام میں یہ اقدام نفاذِ شر
کی مہم سبوتاژ کرنا اور بیرونی طاقت کے اشارہ پر تحریک نفاذِ شریعت کو ملیا میٹ کرنا ہے، مولانا نے
لحاظ سے شریعت بل کے قومی اسمبلی میں پیش ہونے اور اس کی قطعی منظوری اور اس کے مفید اور مثبت
سے صدر کو آگاہ کیا اور ان کی منت سماجت کی کہ چند روز بعد بھی یہ اقدام اٹھایا جا سکتا ہے۔

بہر حال یہ ایک اتمامِ حجت تھا جس کا صدر پر واضح کر دینا ضروری تھا۔ تاہم قوم کے سنجیدہ، دینی اور باشعو
نے اس سوال کا تشفی بخش جواب تاہنوز نہیں پایا کہ جب بے نظیر کی حکومت کے بیس ماہ کا ہر ہفتہ اتنا سنگ
تاریک اور بھیانک تھا کہ صدر کے اس کے برطرف کر دینے کے اقدام کو ہر لحاظ سے جائز، ضروری اور برمو
قرار دیا جاتا مگر شریعت بل قومی اسمبلی میں زیرِ بحث آنے سے محض چند گھنٹے قبل کا وقت اس کے لیے کیو
منتخب کیا گیا؟ ہمیں یہ دریافت کرنے کا پورا حق حاصل ہے کہ

جنابِ صدر! آپ نے یہ قدم اُس وقت کیوں نہ اٹھایا جب بے نظیر حکومت کی لسانی تعصب
مبنی سیاسی کارروائیوں سے سندھ میں خون کی ندیاں بہہ رہی تھیں، محض زبان کے اختلاف کی وجہ سے لوگو
بھرے پڑے گھر لوٹے جا رہے تھے، تحریک عدم اعتماد کے موقع پر بقول آپ کے "جمعہ بازار" لگا ہوا تھا جو
سمیت صوبائی اسمبلیوں کے ممبر گاجر مولی کی طرح بک رہے تھے، حد درجہ بیدردی، بے رحمی اور مالِ غنیم
کی طرح قومی خزانہ کو لٹوایا جا رہا تھا، پھر سندھ میں صرف ایک بار نہیں بار بار روح فرسا اور خوفناک منا
پوری قوم نے دیکھے اور ہر بار مظلوم اور خوفزدہ عوام بڑی اُمیدوں اور توقعات کے ساتھ آپ کی طرف
دیکھتے رہے لیکن انہیں ہر بار مایوس کیا جاتا رہا۔

مگر اب جبکہ حالات خاصے پُرسکون تھے اور شریعت بل کے مسئلہ پر پوری قوم متفق اور متحد ہو چکی تھی جبکہ
پیپلز پارٹی تنہا رہ گئی تھی اور بظاہر یقین ہونے لگا تھا کہ اس معاملے کے قومی اسمبلی میں جانے کے بعد پاک
میں قرآن وسنت کے نفاذ کی منزل قریب آجائے گی اور اس کی مخالفت میں بے نظیر حکومت کی تمام تر کو
رائیگاں جائیں گی جو اس کے قطعی زوال اور نئے اسلامی انقلاب کا پیش خیمہ ثابت ہوگا ——— مگر اجلاس
چند گھنٹے قبل صدر نے یہ بساط لپیٹ کر شریعت بل کی منظوری اور قطعی کامیابی کے واضح اور روشن امکان
کو ختم کر دیا۔ لہٰذا اس امکان کو رد نہیں کیا جا سکتا کہ یہ بھی غیر ملکی اشارہ تھا، اس لیے کہ امریکہ بہادر کو دنیا کے
کسی بھی خطہ میں نظامِ شریعت کی بالادستی اور تنفیذ و ترویج ایک نظر بھی نہیں بھاتی۔

بہرصورت پس منظر جو کچھ بھی ہو اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ شریعت بل بے نظیر کے

ں حکومت میں آخری کیل ثابت ہوا —— اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ شریعت بل سے جن قوتوں، سیاسی
ون، حکمرانوں اور بعض قد آور شخصیتوں نے ٹکر لی، اس کی مخالفت اور مزاحمت میں کوئی باک محسوس نہ
ر اس کی منظوری اور نفاذ میں رکاوٹ بنے یا رکاوٹیں کھڑی کیں ان سب کا (کسی کی تعیین اور نام لینے کی
ت نہیں) بالآخر وہی انجام ہوا جو امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب شریف پھاڑنے
ایرانی شہنشاہ خسرو پرویز سے لے کر مسٹر بھٹو اور مسز بے نظیر بھٹو کا ہوتا آیا ہے۔

چنانچہ مولانا سمیع الحق مدظلہ اور تحریکِ نفاذِ شریعت کے دیگر رہنماؤں نے اس حقیقت کو بھی انقلاب
دوسرے روز صدر غلام اسحٰق خان اور وزیر اعظم غلام مصطفیٰ جتوئی سے ملاقات کر کے ان پر روزِ روشن کی طرح
اکر دیا اور شریعت بل کے آئینی اور دستوری حل کے سلسلہ میں مؤثر کردار ادا کرنے کی ذمہ داریوں سے انہیں آگاہ کیا۔

لہٰذا اس موقع پر ہم یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ صدر پاکستان اور عبوری حکومت کے اہداف اور ترجیحات
ہے بھی ہوں، صدر کا کردار جمہوری اعتبار سے کتنا ہی منصفانہ کیوں نہ ہو، احتساب کا عمل صاف ستھرا
پر مبنی جامع اور ہمہ گیر کیوں نہ ہو، انتخابات کے انعقاد اور اس سلسلہ کے مساعی جس قدر بھی اچھی اور
ظ سے تیر بہدف کیوں نہ ہوں، قوم اور اسلامیان پاکستان کو صدر سمیت عبوری حکومت سے "شریعت بل"
ناذ، اس کے آئینی تحفظ اور مستقبل میں اس کے ہر لحاظ سے تنفیذ و استحکام اور مکمل ترویج کے
ہ میں مؤثر اور جرأتمندانہ موقف اور ایک سچے مسلمان کی طرح مخلصانہ کردار مطلوب ہے۔

اگر خدانخواستہ گذشتہ پانچ سالہ دور کے شریعت بل کے مخالفانہ کردار اور خدا تعالیٰ کی گرفت و انداز
اب بھی کوئی عبرت اور سبق حاصل نہ کیا گیا اور شاہی محلات کے بائیں طرف اپنے پیشروؤں کے عبرت آموز
ثرات پر نظر کرنے کے بجائے تخت و تاج، لشکر و سپاہ اور حکومت و اقتدار کے نشے میں وہی
بے غفلت، شریعتِ مطہرہ سے بے اعتنائی، خدا سے بغاوت، منافقت اور اُسی مستی کا مظاہرہ کیا جاتا
ں کا بدترین انجام نئی عبوری حکومت کے قیام کا سبب بنا ہے تو اپنے لیے بھی اس بدترین انجام کا
ع لینے اور اس کے لیے تیار رہنے کا پہلے سے فیصلہ کر لیجئے۔

(عبدالقیوم حقانی)